45

جلسہ سالانہ بہت دُعا اور گریہ وزاری کرنے کا موقع ہے

(فرمودہ 22 دسمبر 1944ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے کام دنیا میں جاری کیے جاتے ہیں خواہ وہ اُس کی روحانی شریعت کے مطابق ہوں یا اُس کے بنائے ہوئے طبعی قانون کے مطابق ہوں سب میں ایک لہر پائی جاتی ہے۔ یعنی ان میں اُتار چڑھاؤ کا سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے سمندر بنائے ہیں تو اُن میں بھی لہروں کا ایک سلسلہ جاری ہے، خدا تعالیٰ نے پہاڑ بنائے ہیں تو اُن میں بھی لہروں کا ایک سلسلہ جاری ہے، خدا تعالیٰ کی ہوائیں چلتی ہیں تو اُن میں بھی لہروں کا سلسلہ جاری ہے، خدا تعالیٰ کی بنائی ہوئی آگ جلتی ہے تو اُس میں بھی لہروں کا ایک سلسلہ جاری ہے۔ کبھی شعلہ اوپر اٹھتا ہے اور کبھی نیچے آتا ہے۔ اِسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو روحانی سلسلے قائم ہوتے ہیں اُن کا بھی یہی حال ہے۔ بعض دن خدا تعالیٰ کے خاص فضلوں کے ہوتے ہیں اور بعض دن ابتلاؤں اور ٹھوکروں کے آتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک الہام میں فرمایا ہے کہ اُفْطِرُ وَاَصُوْمُ[1] یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں کبھی اِفطار کرتا ہوں اور کبھی روزہ رکھتا ہوں۔ یعنی کبھی میری طرف سے دنیا پر ابتلاء آتے ہیں اور کبھی مَیں ان ابتلاؤں اور اِن ٹھوکروں کو

واپس لے لیتا ہوں اور ان کو ہٹا دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں اَلْقَابِضُ اور اَلْبَاسِطُ بھی نام ہیں۔ یعنی وہ قبض بھی کرتا ہے اور بسط بھی کرتا ہے۔ یہ لہروں کا سلسلہ جو ہے اِس کی حکمت وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں رات اور دن کی حکمت بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا وَ جَعَلْنَا الَّيْلَ لِبَاسًا وَّ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا[2] یعنی رات کا وقت انسان کے لیے لباس کے رنگ میں آتا ہے جو اُس کی کمزوریوں کو ڈھانپ لیتا ہے۔ انسان اپنی فطرت کے لحاظ سے متواتر کام نہیں کر سکتا۔ اگر اسے متواتر کام پر لگا دیا جائے تو ایک وقت ایسا آئے گا کہ وہ تھک جائے گا اور پھر بے ہوش ہو کر گر پڑے گا۔ انسان کی اِس کمزوری کو ڈھانپنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے رات بنائی ہے۔ انسان کی یہ جو کمزوری ہے کہ وہ متواتر کام نہیں کر سکتا اور تھک جاتا ہے رات اِس کمزوری کو ڈھانپ لیتی ہے اور دن چڑھنے پر وہ پھر کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ یہی حالت روحانی ترقی اور☆........ ترقیات کی ہے۔ انسان پر بھی ایسے وقت آتے ہیں جب اُس کی روحانیت قبض کی حالت میں ہوتی ہے اور اُس پر ایسے وقت بھی آتے ہیں جب اُس کی روحانیت پر بسط کی حالت ہوتی ہے۔ ایک معمولی درجہ کے مومن پر بھی کوئی وقت ایسا آتا ہے جب وہ سمجھتا ہے کہ وہ خدا اسے مل گیا ہے اور اُس کا خدا اُس کے سامنے ہے اور اپنے سارے جلال اور ساری شان و شوکت کے ساتھ اس پر ظاہر ہو رہا ہے۔ اور دوسرے وقت میں وہی مومن اپنی نماز کو کھڑا کرنے میں لگا ہوتا ہے۔ وہ اُسے کھڑا کرتا ہے مگر وہ گرتی ہے۔ وہ اُسے پھر کھڑا کرتا ہے اور وہ پھر گرتی ہے۔ وہ پھر کھڑا کرتا ہے مگر وہ پھر گرتی ہے۔ اور یہ حالت معمولی درجہ کے مومن کے ساتھ ہی مخصوص نہیں بلکہ اونچے درجہ کے مومن بھی اپنے اپنے مدارج کے لحاظ سے اِس حالت میں سے گزرتے ہیں۔ ایمان و روحانیت کے اعلیٰ مقامات میں بھی انسان پر یہ حالت گزرتی ہے۔ گو اُس حد تک نہیں جس حد تک کہ معمولی درجہ کے مومنوں پر گزرتی ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ درجہ کے مومن پر بھی قبض اور بسط کی حالت آتی ہے اور یہ حالت انسان کو جگانے اور بیدار کرنے کے لیے آتی ہے۔ جیسے نماز میں کبھی انسان قیام کرتا ہے، کبھی رکوع کرتا ہے، کبھی سجدہ کرتا ہے اور کبھی قعدہ۔ اگر ایک ہی حالت ہو

☆اصل مسودہ میں یہاں لفظ پڑھا نہیں جاتا۔ (مرتب)

تو

انسان پر غفلت طاری ہو جائے اور کمزوری پیدا ہو جائے۔ یہ مختلف حالتیں اِس لیے رکھی ہیں کہ انسان پر غفلت طاری نہ ہونے پائے اور قیام میں ہی رہنے کی وجہ سے عادت کے طور پر وہ الفاظ کو ادا نہ کرتا رہے۔ یا رکوع میں اگر ہو تو عادت کے طور پر ہی وہ نماز کے الفاظ کو نہ ادا کرتا جائے۔ یا سجدہ کی عادت کے ماتحت وہ غافل ہو کر الفاظ منہ سے نہ نکالتا رہے۔ اور ایک حالت سے دوسری بدلنے کی وجہ سے اُس کی غفلت دور ہو جائے اور وہ سوچ سمجھ کر نماز کو ادا کرے۔ اِسی طرح انسان کی روحانیت میں بھی قبض اور بسط کی حالت ہوتی ہے تا وہ کسی حالت کا عادی ہو کر ترقی سے محروم نہ ہو جائے۔ اگر یہ حالتیں بدلتی نہ رہیں اور انسان پر ایک ہی حالت رہے تو اگر یہ حالت قبض کی ہے اور یہی حالت ہمیشہ رہے تو اُس کا دل مر جائے گا۔ اور اگر بسط کی حالت ہی رہے تو وہ عادتاً عبادت کرنے لگ جائے گا اور اُس کو نیکیوں میں عزم و ارادہ اور خواہش باقی نہ رہے گی۔

پس انسانی مقام کو قائم رکھنے کے لیے اور اِس لیے کہ نیکی کرتے ہوئے اُس کا ارادہ اور عزم بھی قائم رہے اور اُس کی توجہ بھی قائم رہے ہر مومن پر خواہ اُس کا مقام بڑا ہو یا چھوٹا لہروں کا زمانہ آتا رہتا ہے۔ اور ہر مومن اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے کبھی اونچا اٹھتا ہے اور کبھی نیچے گرتا ہے اور کبھی درمیانی حالت میں ہوتا ہے۔ اور ہر مومن اپنے اپنے مقام کے لحاظ سے لہروں کے نیچے چلتا ہے۔ اور یہ لہروں کا سلسلہ تمام قانونِ قدرت میں چلتا ہے۔ یہ سلسلہ انفرادی حالات میں بھی ہوتا ہے اور قومی حالات میں بھی ہوتا ہے۔ قوموں پر بھی کبھی قبض کی حالت آتی ہے اور کبھی بسط کی، کبھی قوم پر ابتلاؤں کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہوتی ہیں اور کبھی اُس پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کی بارش ہو رہی ہوتی ہے، کبھی اُس پر کامیابی کا سورج طلوع ہوتا ہے کبھی رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہوتی ہے، کبھی قوم کے اندر نشو و نما اور نمو کا جوش ہوتا ہے اور کبھی غفلت طاری ہو جاتی اور اُس کے اندر آرام کرنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اِن دونوں حالتوں میں جو قوم یا جو انسان زنجیر کو نہیں چھوڑتا اور تسلسل کو قائم رکھتا ہے وہ ترقی کر جاتا ہے۔ اور جو اِس تسلسل کو قائم نہیں رکھ سکتا وہ گر جاتا ہے۔ جو اپنی زنجیر کو چھوڑ دیتا ہے وہ توازن کھو دیتا ہے اور پھر اپنے درجہ سے نچلے درجہ میں گر جاتا ہے۔ پھر وہاں سے اَور نچلے درجہ

میں گرتا ہے اور پھر اُس سے بھی نچلے درجہ میں چلا جاتا ہے۔ یہی حال قوموں کا ہوتا ہے۔ بسااوقات کوئی قوم غفلت اور قبض کے زمانہ میں اپنا توازن کھو بیٹھتی ہے اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ قبض کی حالت سے سقوط کی حالت میں آجاتی ہے۔ اور بجائے اِس کے کہ اپنے مقام کی بلندی اور پستی کے درمیان قبض اور بسط کی حالت میں چکر کھائے وہ اپنے مقام سے نچلے مقام میں گر جاتی ہے اور یہی چیز ہے جس کا نام قومی تنزل ہے۔ جب تک تو کوئی قوم اپنے مقام کی بلندی اور پستی کے درمیان چکر کھاتی رہتی ہے وہ گر نہیں سکتی۔ کیونکہ یہ قبض اور بسط کی حالت ہر انسان اور ہر قوم کے لیے مقدر ہے اور کوئی اِس سے بچ نہیں سکتا۔ مگر جب کوئی قوم یا انسان اپنے مقام سے گر کر نچلے درجہ میں چلا جائے تو پھر حالت خراب ہو جاتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے لیے قوموں میں بیداری پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے اور اِس کے لیے بہت دعاؤں کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ روحانی مقامات ایسے ہیں کہ بعض دفعہ پتہ بھی نہیں لگتا اور قوم اپنے درجہ سے گر جاتی ہے۔ اِس سے بچنے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ مومن دعاؤں میں لگے رہیں۔ خصوصاً جب اجتماعی حالت ہو تو دعاؤں پر خاص طور پر زور دینا ضروری ہوتا ہے۔

بعض نقائص انفرادی ہوتے ہیں اور انفرادی حالت سے پیدا ہوتے ہیں مگر قومی نقائص اجتماعات کی حالت میں پیدا ہوتے ہیں۔ قوم کبھی خلوت میں تباہ نہیں ہوتی ہمیشہ جلوت میں تباہ ہوتی ہے۔ اِسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی جلسہ یا مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو کم سے کم ستّر بار استغفار پڑھتے۔[3] اب ہمارا جلسہ سالانہ آنے والا ہے جس میں شامل ہونے کے لیے لوگ جمع ہوں گے۔ اِن آنے والوں میں کمزور بھی ہوں گے اور مخلص و جوشیلے بھی، سموئی ہوئی طبیعت کے لوگ بھی ہوں گے اور ڈھیلی طبیعت کے بھی، چُست اور ہوشیار بھی ہوں گے اور سُست اور غافل بھی، متقی اور تقوٰی کی راہ پر چلنے والے بھی ہوں گے اور اِس راہ سے دُور رہنے والے بھی۔ اور وہ ایک دوسرے کو اپنی باتیں سنائیں گے۔ کئی بسط کی حالت میں ہوں گے اور کمزوروں کو اپنی باتیں سُنا کر چُست اور ہوشیار بنا دیں گے اور کئی اپنی قبض کی حالت میں ہوں گے وہ کمزوروں کو ملیں گے اور جس طرح کُنڈی مچھلی کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اُن کو اپنی طرف کھینچ لیں گے۔ پس یہ موقع بہت دعاؤں کا اور بہت

گریہ و زاری کا ہے۔ قادیان کے دوست بھی دعائیں کرتے رہیں اور باہر سے آنے والے بھی دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالیٰ سب کو اِس اجتماع کی برکات سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق دے اور ابتلاؤں اور ٹھوکروں سے بچائے۔ قادیان والے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ باہر سے آنے والوں کے ایمان اور تقوٰی کو اِس اجتماع کے نتیجہ میں بڑھائے اور ٹھوکروں اور ابتلاؤں کا شکار ہونے سے بچائے اور اللہ تعالیٰ اُنہیں باہر سے آنے والوں کے لیے ٹھوکر کا موجب نہ کرے کہ وہ بدقسمت جو کسی کے لیے روحانیت میں ترقی کا باعث بننے کی بجائے اور کسی کو نیکی کی طرف لانے کی بجائے اُس کے لیے ٹھوکر اور ابتلاء کا موجب بنتا ہے اُس سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے راندہ ہوا کوئی نہیں ہوتا۔

یہ جمعہ ہمارے سالانہ جلسہ سے پہلے آخری جمعہ ہے اِس لیے مَیں باہر کی جماعتوں کو بھی اور قادیان کی جماعت کو بھی اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ باقی ماندہ ایام اور جلسہ کے ایام کو بھی اور اس کے بعد کے چند ایام کو بھی خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں گزاریں اور اپنی اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کے لیے دعائیں کریں، سلسلہ کے کاموں کی کامیابی کے لیے بھی دعائیں کریں اور یہ بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اِس اجتماع کو اُن کے لیے بھی اور سلسلہ کے لیے بھی زیادہ سے زیادہ برکات کا موجب بنائے۔ اُن کے لیے بھی اور اُن کے رشتہ داروں، دوستوں بلکہ ساری دنیا کے لیے برکات کا موجب بنائے۔ اُن کا آنا بھی برکت کا موجب ہو اور اُن کا جانا بھی برکت کا موجب ہو۔ یہاں بھی اور یہاں سے جانے کے بعد بھی آئندہ جلسہ تک اُن کی روح اِس برکت کو اور اُن کے قلوب ایمان کی حرارت کو محسوس کرتے رہیں۔ اور یہ جلسہ اُن کے اندر کوئی ایسا نقص نہ رہنے دے جو غفلت، سُستی اور تباہی کا سامان پیدا کرنے کا موجب ہوسکے۔ اٰمِیْنَ"۔ (الفضل 25/ دسمبر 1944ء)

---

1 :تذکرہ صفحہ 660 ایڈیشن چہارم

2 :النبأ:11، 12

3 :ابوداؤد کتاب الوتر باب فی الاستغفار میں "مِائَةَ مَرَّةٍ" کے الفاظ ہیں۔